60314 ـ لڑکیوں کا ختنہ کرنا، اور بعض ڈاکٹروں کا اسے تسلیم نہ کرنا

سوال

ہم نے بہت سے ڈاکٹر حضرات سے سنا ہے کہ وہ لڑکیوں کا ختنہ کرنا تسلیم نہیں کرتے، اور کہتے ہیں کہ ختنہ کرنا ان کے لیے جسمانی اور نفسی کمزوری کا باعث بنتا ہے، اور ختنہ کرنا ایک موروثی عادت ہے شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ختنہ کرنا موروثي اور خاندانی عادت نہیں جیسا کہ بعض لوگوں دعوی کرتے ہیں، بلکہ یہ تو شریعت رباني ہے اور ختنہ کی مشروعیت پر علماء کرام متفق ہیں، ہمارے علم کے مطابق تو مسلمانوں میں سے کوئی عالم دین بھی ایسا نہیں جو ختنہ کو غیر مشروع قرار دیتا ہو.

ختنہ مشروع ہونے کی دلیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث کا ثبوت ہے جن میں سے چند ایک ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

1 ـ امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" پانچ اشیاء فطرتی ہیں: ختنہ کرانا، اور زیرناف بال مونڈنا، اور بغلوں کے بال اکھیڑنا، اور ناخن تراشنا، اور مونچھیں کاٹنا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5889) صحیح مسلم حدیث نمبر (257).

یہ حدیث عورتوں اور مردوں کے ختنہ کو عام ہے.

2 ـ امام مسلم رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب مرد عورت كی چار شاخوں كے مابين بيٹھ جائے اور ختنہ ختنے كے ساتھ لگ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (349).

اس حديث ميں رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے دو ختنوں كا ذكر كيا ہے؛ يعنی ايك ختنہ بيوی كا اور ايك ختنہ خاوند كا؛ جو اس كی دليل ہے كہ عورت بھی اسی طرح ختنہ كروائےگی جس طرح مرد ختنہ كرواتا ہے.

3 ـ ابو داود رحمہ اللہ نے انصار قبيلہ كی ام عطيہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بيان كيا ہے كہ مدينہ شريف ميں ايك عورت ختنہ كيا كرتی تھی تو رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے اسے فرمايا:

" تم بالكل جڑ سے ہی نہ كاٹو، كيونكہ يہ عورت كے ليے زيادہ بہتر اور خاوند كو بہت محبوب ہے "

سنن ابو داود حديث نمبر (5271).

ليكن اس حديث كے متعلق علماء كرام كا اختلاف ہے بعض علماء اسے ضعيف قرار ديتے ہيں، اور بعض اسے صحيح مانتے ہيں، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی صحيح سنن ابو داود ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

مندرجہ بالا احاديث كی بنا پر عورتوں كا ختنہ كرنا مشروع ہے، نہ كہ اس مختلف فيہ حديث كی بنا پر.

ليكن اس كے حكم كے متعلق علماء كرام سے تين قسم كے قول منقول ہيں:

پہلا قول:

مرد اور عورت دونوں كے ليے ختنہ كرانا واجب ہے، شافعی اور حنبلی حضرات كا مسلك يہی ہے، اور قاضی ابو بكر بن عربی مالكی نے بھی يہی قول اختيار كيا ہے.

امام نووی رحمہ اللہ كہتے ہيں:

ہمارے نزديك مرد و عورت دونوں كے ليے ختنہ كرانا واجب ہے، اور بہت سے سلف كا بھی يہی قول ہے، خطابی رحمہ اللہ نے ايسے ہی بيان كيا ہے، اور ختنہ واجب كہنے والوں ميں امام احمد بھی شامل ہيں... اور مشہور اور صحيح مذہب جو امام شافعی نے بيان كيا اور جمہور علماء نے بھی اسے قطعی كہا ہے كہ مرد و عورت دونوں كے ليے واجب ہے " انتہی.

ديكھيں: المجموع للنووی (1 / 367).

مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: فتح الباری (10 / 340) اور کشاف القناع (1 / 80).

دوسرا قول:

مرد اور عورت دونوں کے لیے ختنہ کرانا سنت ہے، احناف، اور مالکیہ کا مسلك یہی ہے، اور امام احمد کی ایك روایت بھی یہی ہے.

ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور السراج الوھاج کی کتاب الطھارۃ میں لکھا ہے کہ:

یہ علم میں رہے کہ ہمارے ہاں - یعنی احناف کے ہاں - مردوں اور عورتوں کے لیے ختنہ کرانا سنت ہے " انتہی.

دیکھیں: حاشیۃ ابن عابدین (6 / 751)، اور مواھب الجلیل (3 / 259).

تیسرا قول:

مردوں کے لیے ختنہ کرانا واجب ہے، اور عورتوں کے لیے ختنہ کرانا مستحب اور ان کی عزت کا باعث ہے، یہ امام احمد کا تیسرا قول ہے، اور بعض مالکی حضرات مثلا سحنون کا بھی یہی قول ہے، اور موفق ابن قدامہ رحمہ اللہ نے المغنی میں بھی اسے ہی اختیار کیا ہے.

دیکھیں: التمھید (21 / 60) اور المغنی (1 / 63).

مستقل فتوی کمیٹی کا فتوی ہے:

مرد اور عورت کے لیے ختنہ کرانا فطرتی سنت میں سے ہے، لیکن مرد حضرات کے لیے ختنہ کرانا واجب ہے، اور عورتوں کے حق میں ختنہ کرانا سنت اور باعث عزت ہے. اھـ

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (5 / 113).

اس سے یہ واضح ہوا کہ فقھاء اسلام مرد و عورت کے لیے ختنہ کرانے کی مشروعیت پر متفق ہیں، بلکہ ان میں اکثر تو دونوں کے لیے ختنہ کرانا واجب قرار دیتے ہیں، کسی ایك فقیہ نے بھی ختنہ نہ کرانے یا مکروہ یا حرام نہیں کہا.

دوم:

رہا یہ کہ کچھ ڈاکٹر حضرات ختنہ کا انکار کرتے ہیں، اور ان کا یہ دعوی ہے کہ ختنہ کرانا جسم اور نفس کے لیے

مضر ہے!!

ان کا یہ انکار صحیح نہیں، ہمیں ۔ مسلمانوں کو ۔ کسی بھی چیز کے ثبوت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہونا ہی کافی ہے تا کہ ہم اس پر عمل پیرا ہو سکیں، اور پھر ہمارا تو اس کے مفید ہونے کا بھی یقین ہے، اور ہم یہ پختہ یقین رکھتے ہیں کہ اس میں کوئی ضرر اور نقصان نہیں، کیونکہ اگر اس میں کوئی نقصان اور ضرر ہوتا نہ تو اللہ تعالی اسے مشروع کرتا اور نہ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حکم دیتے.

سوال نمبر (45528) کے جواب میں کچھ طبی فوائد بیان کیے گئے ہیں جو بعض ڈاکٹر حضرات کی طرف سے بیان ہوئے ہیں.

سوم:

ذیل کی سطور میں ہم عورت کا ختنہ کرنا صحت کے لیے مضر اور نقصان دہ کہنے اور ختنہ کے خلاف محاذ کھولنے والوں کے خلاف معاصر علماء میں سے کچھ علماء کے فتوی جات پیش کرتے ہیں جنہوں نے ختنہ کے خلاف جنگ کا دندان شکن جواب دیا ہے.

ازہر یونیورسٹی کے سابقہ شیخ الازھر جاد الحق علی جاد الحق کہتے ہیں:

" یہاں سب مذاہب کے فقہاء کرام اس پر متفق ہیں کہ مرد و زن کے لیے ختنہ کرانا اسلامی فطرت اور دین اسلام کے شعائر میں شامل ہوتا ہے، اور یہ عمل قابل ستائش و تعریف ہے، ہمارے سامنے جو بھی کتب موجود ہیں جن کا ہم مطالعہ کر چکے ہیں ان میں یہ نہیں ہے کہ کسی بھی مسلمان فقیہ نے یہ کہا ہو کہ مردوں یا عورت کو ختنہ نہیں کرانا چاہیے، یا ختنہ کرانا ناجائز ہے، یا عورتوں کے لیے ختنہ کرانا نقصان دہ ہے، اور اس میں ضرر پایا جاتا ہے.

اگر یہ ختنہ اس طرح کیا جائے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر کی سطور میں بیان کردہ روایت میں ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کو سکھایا تھا " ....

پھر اس کے بعد شیخ جاد الحق کہتے ہیں:

" مندرجہ بالا سطور کی بنا پر جب یہ واضح ہو چکا ہے کہ لڑکیوں کا ختنہ کرانا ۔ بحث کا موضوع ۔ اسلام کی فطرت میں شامل ہے، اور اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور ان کی سنت اور راہنمائی کو کسی اور شخص کے قول کی بنا پر ترک نہیں کیا جائیگا، چاہے وہ شخص کتنا بڑا اور ماہر ڈاکٹر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ طب اور میڈیکل ایک علم اور فن ہے، جس میں تطور و ترقی ہوتی رہتی ہے، اور ہر وقت اس کے متعلق نظریات میں بھی تبدیلی اور تغیر آتا رہتا ہے " انتہی. مختصرا.

اور ازهر یونیورسٹی کی فتوی کمیٹی کے سابقہ چئرمین جناب شیخ عطیہ صقر کہتے ہیں:

" وبعد:

لڑکیوں کے ختنہ کے خلاف جو آوازیں اٹھائی جارہی ہیں وہ شریعت اسلامیہ کے مخالف ہیں؛ کیونکہ نہ تو قرآن و سنت میں کوئی صریح نص پائی جاتی ہے جس سے لڑکیوں کے ختنہ کرنے کی حرمت ثابت ہوتی ہو، اور نہ ہی فقہاء کرام کا کوئی قول ہے، اس لیے لڑکیوں کا ختنہ کرنا وجوب اور مندوب کے مابین گردش کرتا ہے، اور پھر فقہی قاعدہ ہے کہ:

حکمران اختلاف کرنے کا حکم دے. اس لیے اس مسئلہ میں حکمران کو چاہیے کہ وہ یا تو وجوب کا حکم دے یا پھر مندوب ہونے کا، لیکن اس کے لیے ناجائز اور حرمت کا حکم دینا صحیح نہیں، تا کہ وہ شریعت اسلامیہ کا مخالف نہ ہو، کیونکہ اسلامی ممالك میں شریعت اسلامیہ ہی قوانین کا مصدر اور اس ملك کا دستور ہے.

اور یہ جائز ہے کہ واجب اور مندوب کو اچھی طرح ادا کرنے کے لیے قوانین و تحفظات رائج کیے جائیں، تا کہ وہ دینی قوانین اور فیصلوں کے ساتھ متصادم نہ ہوں.

اور پھر ڈاکٹر حضرات یا کسی اور کی کلام قطعی نہیں، اس لیے کہ علمی انکشافات کا دروازہ کھلا ہے، اور ہر روز کوئی نہ کوئی نئی ریسرچ سامنے آتی ہے، جو پہلے نظریہ کو کالعدم اور تبدیل کرنے پر مجبور کر رہی ہے" انتہی بتصرف.

مصری دار الافتاء کے فتاوی جات میں درج ذیل فتوی مذکور ہے:

اس سے لڑکیوں کے ختنہ کی مشروعیت واضح ہوتی ہے، اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ لڑکیوں کا ختنہ کرنا فطرتی محاسن میں سے ہے، اور اس کا زندگی پر اچھا اثر پڑتا ہے اور اسے اعتدال کی راہ پر لے جاتا ہے.

رہا یہ مسئلہ کہ کچھ ڈاکٹروں کی رائے میں لڑکی کا ختنہ کرنا صحت کے لیے مضر اور نقصان دہ ہے تو یہ فردی رائے تو ہو سکتی ہے جس کی کوئی متفق علیہ علمی اساس و بنیاد نہیں، اور نہ ہی یہ ایك فیصلہ کن علمی نظریہ بن سکا ہے، حالانکہ ڈاکٹر حضرات اس بات کے معترف ہیں کہ ختنہ شدہ مرد حضرات میں سرطان کی بیماری بہت کم پائی جاتی ہے اس کے مقابلہ میں جن کا ختنہ نہیں ہوا انہیں یہ بیماری بہت زیادہ لگتی ہے.

اور بعض ڈاکٹر حضرات تو صراحتا یہ کہتے ہیں کہ صرف مرد ڈاکٹروں سے ہی ختنہ کرایا جائے، نہ کہ لیڈی ڈاکٹر سے کیونکہ وہ اس سے جاہل ہیں، تا کہ ختنہ اچھی اور صحیح طرح ہو اور صحت پر اس کا کوئی نقصان نہ ہو.

اور پھر بیماریوں کے متعلق میڈیکل نظریات اور بیماریوں کے علاج کا کوئی مستقل اور ایك ہی طریقہ نہیں، بلکہ وقت

اور حالات اور ریسرچ کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، اس لیے ختنہ کے انکار کی رائے پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ شارع جو کہ حکیم و علیم بھی ہے اور اس نے وہی چیز مشروع کی ہے جو فطرت انسانی کے لیے صحیح اور سلیم اور بہتر ہے.

اور پھر ہمیں تجربات نے یہ سکھا دیا ہے کہ لمبا وقت اور زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ حادثات ہمارے سامنے وہ حکمتیں واضح کر دیتا ہے جس کی بنا پر شارع نے ہمارے لیے وہ احکام مشروع کیے تھے اور ہمارے لیے وہ حکمت مخفی رہی اور اس کا علم نہ ہوا، اور سنن میں سے ہماری اس کی جانب راہنمائی فرمائی.

اللہ تعالی ہم سب کو رشد و ہدایت کی توفیق نصیب فرمائے.

دیکھیں: فتاوی دار الافتاء المصریۃ (6 / 1986).

واللہ اعلم .